شرک کو سمجھئے

محمد جاوید یوسف دیوان

مضامین

تمہید 4
مشرکین عرب کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں 5
مشرکین عرب کہتے تھے: خالق اللہ 5
مشرکین عرب کہتے تھے: رزق دینے والا اللہ، مالک اللہ، زندگی دینے والا اللہ، موت دینے والا اللہ، دنیا کے امور چلانے والا اللہ 6
مشرکین عرب کہتے تھے: زمین و آسمان کا مالک اللہ، ہر چیز کا مالک اللہ، بچانے والا اللہ، گھیرنے والا اللہ 6
مشرکین عرب کے نیک اعمال 7
مشرکین عرب نماز پڑھتے تھے 7
مشرکین عرب زکوۃ دیتے تھے 7
مشرکین عرب اعتکاف کرتے تھے 7
مشرکین عرب خدمت حرم کرتے تھے 7
مشرکین عرب حج کرتے تھے 8
مشرکین عرب عاشورہ کا روزہ بھی رکھتے تھے 8
مشرکین عرب غلام آزاد کیا کرتے تھے 8
مشرکین عرب کی آپ ﷺ کے بارے میں رائے 8
مشرکین عرب کا شرک کیا تھا؟ 9
کیا شرک صرف بت پرستی کا نام ہے؟ 10
حضرت عیسیٰؑ اور ان کی ماں کو معبود بنایا گیا 10
علما اور صوفیوں کو معبود بنایا گیا 11
حضرت نوحؑ کی اولاد کو معبود بنایا گیا 11
نیک لوگوں کو معبود بنایا گیا 12
فرشتوں کو معبود بنایا گیا 12
جنوں کو معبود بنایا گیا 12
حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی عبادت کی گئی 13
قبر کی عبادت کی گئی 13
قرآن پاک میں فرعون کے یہ الفاظ آئے ہیں: 13
شرک کی حقیقت 14
الہ کون ہوتا ہے؟ 15

ہر نبی کی ایک ہی دعوت اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں 16
الہ کون؟ آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ، زندگی اور موت دینے والا 16
الہ کون؟ جس پر توکل کیا جائے، توبہ قبول کرنے والا 16
الہ کون؟ علم والا 16
الہ کون؟ رزق دینے والا 16
الہ کون؟ بادشاہی والا، عبادت کے لائق 16
الہ کون؟ ہمیشہ زندہ ، عبادت کے لائق، جس کو پکارا جائے 16
الہ کون؟ زندگی اور موت دینے والا،پالنے والا 16
الہ کون؟ عالم الغیب و الشھادۃ 16
الہ کون؟ مشرق و مغرب کا رب، کارساز 17
الہ کون؟ عبادت کے لائق، جس کا ذکر کیا جائے 17
الہ کون؟ ہر چیز کا خالق 17
الہ کون؟ مشکل کشا 17
مشرکوں سے چند سوالات 17
انسان کی دو خواہشیں 20
عبادت کی حقیقت 21
کس کو پکارا جائے؟ 25
پکارے جانے کے لائق وہی ہے جو بااختیار ہو، باخبر ہو، قدرت والا ہو، سمیع و بصیر ہو 26
پکارے جانے کے لائق وہی ہے جو نفع و نقصان کا اختیار رکھتا ہو 26
دعا عبادت ہے! 27
غیراللہ کو پکارنا کیوں غلط ہے؟ 28
مشرکین عرب اور کلمہ گو مشرک 29
مشرکین عرب مافوق الاسباب امور میں صرف اللہ کو پکارتے تھے،پہلی مثال 29
مشرکین عرب مافوق الاسباب امور میں صرف اللہ کو پکارتے تھے، دوسری مثال 30
مشرکین مکہ شفا اللہ کی طرف سے سمجھتے تھے، تیسری مثال 30
شفاعت کس کو کہتے ہیں؟ 31

تمہید

قرآن کریم نے جتنا زور توحید کے اثبات اور شرک کی تردید پر دیا ہے اتنا زور کسی دوسرے مسئلے پر نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے:

ان الشرک لظلم عظیم (لقمان: 13)

ترجمہ: یقینا شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

قرآن پاک بتاتا ہے کہ تمام انبیا کی دعوت کا مرکزی نکتہ ایک ہی تھا: لا الہ الا اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی بھی الہ نہیں ہے۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون (الانبیاء: 25)

ترجمہ: اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی الہ نہیں تو میری ہی عبادت کرو

اللہ تعالیٰ کے قانون میں شرک کتنی بری چیز ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ اٹھارہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نام گنوانے کے بعد فرماتے ہیں:

ولو اشرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون (الانعام: 88)

ترجمہ: اور اگر وہ لوگ بھی شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے

یعنی مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات کے کسی کو شریک ٹھہرانا کس قدر ناپسند ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرے کے کہا جارہا ہے:

ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین (الزمر: 65)

ترجمہ: اور (اے محمد ﷺ) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہوجائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہوجاؤ گے۔

گو کہ نبی سے شرک ہونا ناممکن ہے لیکن امت کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

انه من یشرك بالله فقد حرم الله علیه الجنة وماوه النار وما للظلمین من انصار (المائدہ: 72)

ترجمہ: یقینا جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر بہشت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان تجعل لله ندا وهو خلقك (صحیح البخاری)

کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کی ایک مخصوص دعا ایسی ہوتی ہے جس کو درجہ قبولیت حاصل ہوتا ہے اور ہر نبی نے ایسی دعا دنیا کے اندر ہی کر لی ہے لیکن میں نے وہ دعا ابھی تک نہیں کی وہ دعا میں نے اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھوڑ رکھی ہے۔ لیکن یہ دعا کس کے حق میں قبول ہو گی؟ پڑھیے:

فھی نائلة ان شاء اللہ من مات من امتی لا یشرک باللہ شئیا (صحیح مسلم)

ترجمہ: تو وہ دعا اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری امت میں سے ہر اس شخص کو پہنچ سکتی ہے جس کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرایا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کے شرک میں ملوث ہوجانے کا خطرہ ہے۔

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں مجھے میرے محبوب ﷺ نے یہ وصیت کی:

ان لا تشرک باللہ شیئا وان قطعت او حرقت (سنن ابن ماجہ)

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا چاہے تم ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں یا قتل کردیے جاؤ۔

خلاصہ یہ کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔ مشرک ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بنا رہے گا۔ اس کے باوجود لوگ شرکیہ عقائد اور اعمال میں ملوث ہوجاتے ہیں۔ نہ صرف یہ، بلکہ قلب کی گہرائیوں سے اپنے اعمال کو اسلام کا حصہ سمجھتے ہیں۔ اس کا بنیادی سبب تو عام طور پر پھیلی ہوئی جہالت ہے۔ اس تمام تر گمراہی کی بنیادی وجہ ایک ہے وہ یہ کہ عام مسلمان سمجھتا ہے کہ شرک صرف بت پرستی کا نام ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام جن لوگوں میں آیا وہ بت پرست تھے۔ کیونکہ وہ بت پرست تھے اس لیے وہ تمام آیتیں اور حدیثیں جن میں شرک کی برائی آئی ہے ان سے بت پرستی والا شرک ہی مراد ہے۔ اس مضمون میں اس مغالطے کا جائزہ لے کر حقیقت بیان کی گئی ہے۔ سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ مشرکین عرب کا خود اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں کیا عقیدہ تھا۔

مشرکین عرب کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں

کیا مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کے وجود سے انکاری تھے۔ یقینا نہیں! مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کے وجود سے انکاری نہیں تھے۔ وہ نہ صرف اس کے ہونے کے قائل تھے بلکہ بہت ساری چیزوں کو وہ صرف اسی کی طرف منسوب کرتے تھے [حاشیہ: 1] مثلا مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین کا خالق اور رازق، کائنات کے امور کو چلانے والا، اور ہر چیز کا اختیار رکھنے والا مانتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے۔

مشرکین عرب کہتے تھے: خالق اللہ

ولئن سالتھم من خلقھم لیقولن اللہ فانی یؤفکون (الزخرف: 87)

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔ تو پھر یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں؟

---

1 : درحقیقت اس حوالے سے وہ کلمہ گو مشرک سے بہتر تھے۔ مشرکین عرب ہر اس ضرورت کے لیے جو اسباب سے بالاتر ہے اللہ ہی کو پکارتے تھے۔ اس کے برخلاف کلمہ گو مشرک ہر حال میں غیر اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔

ولئن سالتھم من خلق السمٰوٰت والارض لیقولن اللہ (الزمر: 38)

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے

مشرکین عرب کہتے تھے: رزق دینے والا اللہ، مالک اللہ، زندگی دینے والا اللہ، موت دینے والا اللہ، دنیا کے امور چلانے والا اللہ

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملك السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون (یونس: 31)

ترجمہ: (ان سے) پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بےجان سے جاندار کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے۔ جھٹ کہہ دیں گے کہ اللہ۔ تو کہو کہ پھر تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟

مشرکین عرب کہتے تھے: زمین و آسمان کا مالک اللہ، ہر چیز کا مالک اللہ، بچانے والا اللہ، گھیرنے والا اللہ

قل لمن الارض ومن فیھا ان کنتم تعلمون () سیقولون للہ قل افلا تذکرون () قل من رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم () سیقولون للہ قل افلا تتقون () قل من بیدہ ملکوت کل شیء وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون () سیقولون للہ قل فانی تسحرون (یونس: 84-89)

ترجمہ: کہو کہ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے سب کس کا ہے؟ جھٹ بول اٹھیں گے کہ اللہ کا۔ کہو کہ پھر تم سوچتے کیوں نہیں؟ (ان سے) پوچھو کہ سات آسمانوں کا کون مالک ہے اور عرش عظیم کا (کون) مالک (ہے؟) بےساختہ کہہ دیں گے کہ یہ (چیزیں) اللہ ہی کی ہیں، کہو کہ پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ کہو کہ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ بچاتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا، فورا کہہ دیں گے کہ (ایسی بادشاہی تو) اللہ ہی کی ہے، تو کہو پھر تم پر جادو کہاں سے پڑ جاتا ہے؟

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ یہیں سے یہ بات بھی سمجھ آجاتی ہے کہ وہ بتوں کو اللہ نہیں مانتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ جب وہ بتوں کو اللہ نہیں مانتے تھے تو پھر وہ بتوں کی پوجا کیوں کرتے تھے؟ درحقیقت بتوں کو وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ ان کا ذہن کسی پیکر محسوس کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جڑنے کا طلبگار تھا۔ اسی لیے وہ کہتے تھے:

والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (الزمر: 3)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اس کے (اللہ) سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی اس لئے عبادت ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں۔

ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ (یونس: 18)

ترجمہ: اور یہ (لوگ) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔

مشرکین عرب کے نیک اعمال

مشرکین عرب نہ یہ کہ اللہ کو مانتے تھے بلکہ وہ دین ابراہیمی کے بعض اعمال بھی پوری تندہی سے بجالاتے تھے۔ گو وہ بھی اپنی اصل حالت پر نہ تھے لیکن ان کا منبع شریعت ابراہیمی ہی تھا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ کیا کیا اعمال کرتے تھے۔

مشرکین عرب نماز پڑھتے تھے

رسول اللہ ﷺ نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس کی وجہ آپ ﷺ نے یہ فرمائی:

ھی ساعۃ صلاۃ الکفار (سنن النسائی)

ترجمہ: وہ کافروں کی نماز کا وقت ہے

مشرکین عرب زکوۃ دیتے تھے

وجعلوا للہ مما ذرا من الحرث و الانعام نصیبا فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا (الانعام: 136)

ترجمہ: اور (یہ لوگ) اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی چیزوں یعنی کھیتی اور چوپایوں میں اللہ کا بھی ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال (باطل) سے کہتے ہیں کہ یہ (حصہ) تو اللہ کا اور یہ ہمارے شریکوں کا

مشرکین عرب اعتکاف کرتے تھے

عن عمر قلت یا رسول اللہ انی کنت نذرت ان اعتکف لیلۃ فی المسجد الحرام فی الجاھلیۃ قال اوف بنذرك (صحیح البخاری)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجدالحرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو۔

مشرکین عرب خدمت حرم کرتے تھے

ءجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ۔ (التوبہ: 19)

ترجمہ: کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد محترم یعنی (خانۂ کعبہ) کو آباد کرنا اس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے:

قال اللہ: لا یستوون عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین) یعنی: الذین زعموا انھم اھل العمارۃ فسماھم اللہ "ظالمین" بشرکھم، فلم تغن عنھم العمارۃ شیئا.

ترجمہ: اللہ تعالٰی نے فرمایا: یعنی وہ لوگ جو یہ زعم رکھتے ہیں کہ وہ اہل حرم ہیں اللہ نے ان کو ظالمین کا لقب دیا جس کا سبب ان کا شرک تھا جس کی وجہ سے ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

حرم کی تعمیر اور اس کی خدمت بہت بڑی نیکی تھی لیکن ان کے شرک کی وجہ سے یہ نیکی اللہ تعالٰی کے یہاں مقبول نہیں ٹھہری۔

مشرکین عرب حج کرتے تھے

حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین عرب حج بھی کرتے تھے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا, قالت کان قریش ومن دان دینہا یقفون بالمزدلفۃ وکانوا یسمون الحمس (صحیح البخاری)

ترجمہ: سیدۃ عائشہؓ بتاتی ہیں کہ قریش اور جو لوگ ان کے مذہب پر تھے وہ (حج کے دوران) مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے اور وہ (اپنے آپ کو) حمس (شجاع) کہتے تھے۔

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ لوگ اسلام سے قبل برہنہ (کعبہ) کا طواف کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں سیدۃ عائشہؓ کی روایت ہے کہ انصار اسلام سے پہلے دو بتوں کے لیے تلبیہ پڑھتے تھے جس کے بعد وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے۔

مشرکین عرب عاشورہ کا روزہ بھی رکھتے تھے

حدیث شریف میں آتاہے:

عن عائشۃ قالت: کان یوم عاشوراء تصومہ قریش فی الجاھلیۃ (صحیح البخاری)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن زمانہ جاہلیت میں قریش روزہ رکھا کرتے تھے۔

مشرکین عرب غلام آزاد کیا کرتے تھے

عاص ابن وائل جو اسلام قبول کیے بغیر ہی فوت ہوگیا اس نے مرنے سے پہلے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی اس کے بیٹے صحابی رسول ﷺ عمرو ابن عاص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا عاص کو اس سے کچھ فائدہ ہوسکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لو کان مسلما فاعتقتم عنہ او تصدقتم عنہ او حججتم عنہ بلغہ ذلك (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: اگر (تمہارا باپ) مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے (غلام) آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا حج کرتے تو اسے ان کا ثواب پہنچتا

یہ شرک کی نحوست ہے کہ مشرک کو کسی نیک عمل کا ثواب بھی نہیں پہنچ سکتا۔

ان تمام مثالوں کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مکہ کے کفار مشرک اس لیے نہیں کہلائے کہ وہ نیک اعمال کا انکار کرتے تھے۔ ان کے کفر کا بنیادی سبب ان کا شرک تھا۔

مشرکین عرب کی آپ ﷺ کے بارے میں رائے

مشرکین عرب رسول اللہ ﷺ کی دعوت توحید قبول نہ کرنے کا سبب آپ ﷺ کی ذات نہ تھی بلکہ وہ آپ ﷺ کے اخلاق کے گرویدہ تھے۔ ایک بار ابوجہل نے آپ ﷺ سے کہا:

قد نعلم یا محمد انك تصل الرحم, وتصدق الحدیث, ولا نکذبك, ولکن نکذب الذی جئت بہ۔ (سنن الترمذی)

ترجمہ: ہم جانتے ہیں کہ بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، اور باتیں بھی سچی کرتے ہیں، ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جس کو آپ لے کر آئے ہیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مشرکین عرب کو رسول اللہ ﷺ کی ذات سے عناد نہ تھا اور وہ آپ ﷺ کے اعلی اخلاق کو مانتے تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے تمام کفار مکہ کو قبول اسلام کی دعوت دینے سے پہلے اپنے بارے میں رائے لی تو انہوں نے کہا:

ما جربنا علیك الا صدقا (صحیح البخاری)

ترجمہ: ہم نے آپ سے سچ ہی سنا ہے (یعنی آپ سچے ہیں)۔

لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے لاالہ الا اللہ کی دعوت دی تو یہی لوگ آپ ﷺ پر جھوٹا ہونے کا الزام لگانے لگا۔ ایک موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے اس کلمے کی دعوت یوں دی:

یا ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا (صحیح ابن حبان)

ترجمہ: اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہوجاؤ گے

یہ سن کر ابولہب کہتا تھا:

انہ صابی کاذب (مسند احمد)

ترجمہ: یقینا یہ بے دین جھوٹا ہے۔

مشرکین عرب کا شرک کیا تھا؟

اوپر بیان ہوا کہ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار نہیں کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو سچا جانتے تھے۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ وہ کس چیز کا انکار کرتے تھے کہ اللہ کا اقرار کرنے کے باوجود وہ مشرک قرار دیے گئے؟ اس کا ایک ہی سبب تھا جس کو قرآن پاک نے اس طرح بیان کیا ہے:

اجعل الآلھۃ الھا واحدا ان ھذا لشیء عجاب (ص: 5)

ترجمہ: کیا اس نے اتنے الہوں کی جگہ ایک ہی الہ بنا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین عرب کا انکار صرف اللہ کو ایک الہ ماننے سے تھا۔

قرآن پاک نے اس کا جواب یوں دیا ہے:

لا تتخذوا الھین اثنین انما ھو الہ واحد (النحل: 51)

ترجمہ: تم دو الہ مت بناؤ الہ تو صرف ایک ہی ہے

لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون (الانبیاء: 22)

ترجمہ: اگر (آسمان اور زمین) میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان درہم برہم ہوجاتے

یعنی ان کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ کثرت الہ کے قائل تھے جب کہ لا الہ الا اللہ ایک الہ کا تقاضا کرتا ہے۔ چنانچہ ضروری ہوا کہ یہ سمجھا جائے کہ الہ سے کیا مراد ہے۔ لیکن اس سے پہلے ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے وہ یہ کہ شرک صرف بت پرستی کا نام ہے۔ اس غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ لوگ شرکیہ عقائد اور اعمال میں ملوث ہوکر بھی اپنے آپ کو توحید پر کاربند سمجھتے ہیں۔

کیا شرک صرف بت پرستی کا نام ہے؟

پیچھے جو کچھ بیان ہوا اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین عرب نہ اللہ کا انکار کرتے تھے، نہ وہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا انکار ان ﷺ کی ذات کی وجہ سے کرتے تھے نہ ہی وہ اعمال سے بھاگتے تھے۔ مزید یہ کہ وہ صرف بے جان پتھروں کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی سوچ اور فکر اس سلسلے میں یہ تھی کہ یہ بت اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ اور واسطہ ہیں۔ آیئے ذرا اس چیز کو مزید سمجھتے ہیں کہ بت پرستی کیا ہے؟ بت پرست کس چیز کی عبادت کرتے ہیں؟ اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو یقینا شرک کی حقیقت بھی کھل کر سامنے آجائے گی۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مشرکین عرب جن کو ہم بت پرست کہتے ہیں وہ درحقیقت مٹی کی مورت بنا کر اس کا ایک نام رکھ دیتے تھے اور اس کو اپنا معبود قرار دے دیتے تھے۔ اسی تراشے ہوئے پتھر کو سجدہ کرتے تھے۔اسی کے نام کا ذکر کرتے تھے۔ اس کا نام لے کر اپنی حاجتوں میں اس کو پکارتے تھے تو درحقیقت یہ انتہائی ناقص خیال ہے بلکہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ اس غلط فہمی کی بنیاد یہ ہے کہ شرک صرف بت پرستی کا نام ہے۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے لا الہ الا اللہ کہنے والا کیونکہ بتوں کی پوجا نہیں کرتا لہٰذا وہ مشرک نہیں ہو سکتا چاہے اس کے عقیدے اور اعمال کیسے ہی ہوں۔ اس سوچ کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں قرآن پاک کیا بتاتا ہے۔

<u>حضرت عیسیٰؑ اور ان کی ماں کو معبود بنایا گیا</u>

واذقال اللہ یٰعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ قال سبحانك ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك انك انت علام الغیوب (المائدۃ:116)

<u>ترجمہ:</u> اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو) جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کوالہ مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک تو علام الغیوب ہے

عیسائی بت پرست نہیں بلکہ وہ درحقیقت حد سے بڑھی ہوئی شخصیت پرستی کا شکار ہیں جس کی بنیادی وجہ حضرت عیسیٰؑ کے معجزات ہیں۔ اس بے لگام شخصیت پرستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کو ان صفات کا حامل قرار دے دیا ہے جو ان میں نہیں تھیں۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے ماں کی گود ہی میں اعلان کردیا تھا:

انی عبد اللہ (مریم:30)

<u>ترجمہ:</u> میں اللہ کا بندہ ہوں!

لیکن عیسائی کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے بندے نہیں اس کے بیٹے ہیں۔ یہی بےلگام شخصیت پرستی شرک کا سبب بن جاتی ہے اور دین ناواقف اپنی طرف سے اللہ کے مقرب بندوں کو بندگی سے نکال کر الوہیت کا جامہ پہنا دیتے ہیں۔ ٹھیک یہی کام کلمہ گو مشرک بھی کرتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ اور بزرگان دین کے ساتھ وہ باتیں منسوب کرتے ہیں جن کا انہوں خود دعوی نہیں کیا بلکہ انکار ہی کیا ہے۔

علما اور صوفیوں کو معبود بنایا گیا

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحدا لا الٰہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون۔ (التوبہ: 31)

ترجمہ: انہوں (یہودی و نصاریٰ) نے اپنے علما اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا رب بنا لیا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت عدیؓ بن حاتم، جو اسلام لانے سے پہلے عیسائی تھے، نے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم نے تو کبھی علما اور صوفیا کی عبادت نہیں کی تو قرآن پاک نے ایسا کیوں کہا؟ آپ ﷺ نے جواب دیا علما اور صوفیوں نے جو چیزیں ازخود حلال و حرام کردی تھیں (یعنی محض اپنی طرف سے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے) تم اس کو حجت نہیں مانتے تھے؟ حضرت عدیؓ نے کہا ضرور سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فذٰلك عبادتھم ایاھم (سنن الترمذی)

ترجمہ: یہی تو ان کی عبادت کرنا ہے

چونکہ حلال و حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ کا منصب ہے اس لیے اس میں کسی غیر کو شریک ٹھہرانا اس کی عبادت کرنا ہے۔ اس آیت میں علما اور صوفیا کا ذکر ہے کہ لوگوں نے ان کو رب بنایا او مشرک ہوئے۔ حالانکہ علما و صوفیا بت نہیں ہوتے، اور نہ ہی حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ بت تھے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کو اللہ کی کسی صفت میں شریک کرنا اس کو الہ بنانا ہے جو شرک ہے۔

نوٹ: یہاں احبار و رھبان سے مراد وہ علما و صوفیا ہیں جو محض اپنی رائے سے دین میں حلال و حرام قرار دیتے تھے۔ البتہ علمائے حق کسی مسئلے میں کوئی حکم بتاتے ہیں وہ اس میں داخل نہیں اس لیے کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں حکم فرماتے ہیں۔

حضرت نوحؑ کی اولاد کو معبود بنایا گیا

وقالوا لا تذرن آلھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا وقد اضلوا کثیرا ولا تزد الظالمین الا ضلالا

ترجمہ: اور وہ کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر یہ ان بتوں کے نام تھے جن کی قوم نوح عبادت کرتی تھی۔ ان بتوں کی حقیقت کیا تھی اس کی خبر صحیح بخاری کی اس روایت سے ملتی ہے:

اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم: ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلك اولئك ونسخ العلم عبدت

ترجمہ: (یہ) نام قوم نوح کے نیک لوگوں کے تھے، جن کی وفات کے بعد شیطان نے (اس قوم کے) لوگوں کو پٹی پڑھائی کہ ان (بزرگوں) کے بت بنا کر ان جگہوں پر رکھ دو جہاں یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے اور ان بتوں کے انہی بزرگوں پر نام بھی رکھ دو (تاکہ ان کی یاد آتی رہے)، لوگوں نے اسی طرح کیا لیکن ان مجسموں کی عبادت نہیں کی یہاں تک کہ وہ لوگ

جنھوں نے یہ بت بنائے تھے مرگئے اور ان بتوں کا مقصد پس پردہ چلا گیا اور بعد میں آنے والے ان بتوں کی عبادت کرنے لگے۔

ان بتوں کی عربوں کے یہاں بھی عبادت ہوتی تھی۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ بت پرستی اصل میں بزرگ پرستی سے شروع ہوئی۔

نیک لوگوں کو معبود بنایا گیا

افرایتم اللات والعزی (النجم: 19)

ترجمہ: بھلا تم لوگوں نے لات اور عزیٰ کو دیکھا

ترجمہ: لات اس بت کا نام تھا جس کی مشرکین عرب عبادت کرتے تھے۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں:

کان اللات رجلا یلت سویق الحاج (صحیح البخاری)

ترجمہ: لات ایک آدمی کا نام تھا جو حاجیوں کو ستو گھول کر پلاتا تھا۔

جب اس کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے اس کی قبر پر ڈیرہ ڈال دیا اور اس کی عبادت ہونے لگی (ابن کثیر)۔ یہاں بھی وہی بات نظر آئے گی کہ بت پرستی اصل میں قبر پرستی ہے جس کی بنیاد شخصیت پرستی ہے۔ بت تو ایک ظاہری شکل ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی بڑی شخصیت ہوتی ہے جس کی عظمت کم عقلوں کی عقلوں کو ماؤف کردیتی ہے اور وہ اس عظمت کو اس قدر بڑھا دیتے ہیں کہ اس کو اللہ کے کاموں میں دخل انداز سمجھنے لگتے ہیں۔

فرشتوں کو معبود بنایا گیا

ویوم یحشرھم جمیعا ثم یقول للملائکۃ اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون () قالوا سبحانك انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مؤمنون (سبا: 41-40)

ترجمہ: اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے تو پاک ہے (شریکوں سے) تو ہی ہمارا دوست ہے ان کے سوا بلکہ یہ جنات کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے بہت سے ان پر ایمان رکھتے تھے۔

مشرکین عرب نے فرشتوں کو معبود بنا لیا تھا جن کو اپنی حاجتوں کے وقت پکارا کرتے تھے۔

جنوں کو معبود بنایا گیا

عزی جس کا ذکر سورۃ نجم آیت 19 میں آیا ہے اس کے متعلق آتا ہے کہ وہ جنی تھی جس کی عبادت کی جاتی تھی۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو عزی کا معبد ختم کرنے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے جب اس کے معبد کو منہدم کیا تو اس میں سے ایک عورت برآمد ہوئی جس کو حضرت خالدؓ نے قتل کرڈالا۔

اہل عرب کے دو مشہور بت تھے اساف اور نائلہ۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو ایک ادھیڑ عمر کی ایک حبشی عورت واویلا کرتی اپنے رخسار نوچتی ہوئی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تلك نائلة ایست ان تعبد ببلدکم ھذا ابدا (البدایة والنھایة)

ترجمہ: یہ نائلہ ہے یہ اس سے ناامید ہوچکی ہے کہ تمہارے اس شہر میں کسی وقت اس کی عبادت ہو۔
یہ نائلہ بھی عزیٰ کی طرح کوئی پری یا جنی تھی جس کے بت کی مشرکین مکہ عبادت کرتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی عبادت کی گئی

مشرکین عرب نے کعبۃ اللہ کے اندر بھی بت رکھے ہوئے تھے۔ سنن ابوداؤد کی ایک روایت میں آتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ اللہ میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے حکم فرمایا:

فاخرج صورۃ ابراھیم واسمعیل

ترجمہ: ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی تصویروں کو باہر نکال دو۔

قبر کی عبادت کی گئی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں نے ایک کلیسا کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تو اس میں تصویریں تھیں۔ انہوں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے بھی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر ان میں کوئی نیکوکار شخص مر جاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہی تصویریں بنا دیتے پس یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں قیامت کے دن تمام مخلوق میں برے ہوں گے۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ)
اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں یہ دعا فرمائی:

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد (مؤطا امام مالک)

ترجمہ: اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جائے۔
قرآن پاک میں فرعون کے یہ الفاظ آئے ہیں:

وقال فرعون یاایھا الملا ما علمت لکم من الہ غیری (القصص: 38)

ترجمہ: اور فرعون نے کہا کہ اے اہل دربار میں تمہارا، اپنے سوا کسی کو الہ نہیں جانتا
ایک اور انداز سے اس کو سمجھیں۔ قرآن پاک میں آتا ہے:

واتخذوا من دون اللہ آلھۃ لعلھم ینصرون (یس: 74)

ترجمہ: اور ان (مشرکوں) نے اللہ کے سوا (اور) الہ بنا لیے ہیں کہ شاید (وہ) ان کی مدد پہنچیں

واتخذوا من دون اللہ آلھۃ لیکونوا لھم عزا (مریم: 81)

ترجمہ: اور ان (مشرکوں) نے اللہ کے سوا اور الہ بنالئے ہیں تاکہ وہ ان کے لئے (موجب عزت و) مدد ہوں
یعنی اللہ کے علاوہ وہ جن کو بھی الہ مانتے تھے ان کو وہ اپنا مددگار سمجھتے تھے۔ پتھر کے بتوں میں ایسی کون سے قوت پوشیدہ تھی جس کی بنیاد پر مشرکین عرب ان سے مدد کی امید باندھتے تھے ان سے عزت کے طلب گار تھے؟ اس سوال کا جواب اس کے علاوہ کیا ہے کہ ان بتوں کے پیچھے شخصیات تھیں۔
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ان اقوال کو غور سے پڑھیں:

ظاہر و باطن دونوں طرح کے شرک کو چھوڑنے والوں میں سے ہوجا۔ بتوں کی پرستش کرنا تو ظاہری شرک ہے اور مخلوق پر بھروسا رکھنا اور نفع نقصان میں ان پر نگاہ ڈالنا ہے یہ باطن کا شرک ہے۔ (الفتح الربانی مجلس ۳۴)

فتوح الغیب میں فرماتے ہیں:

صرف بت پرستی ہی شرک نہیں بلکہ اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنا اور خدائے عز وجل کے ساتھ دنیا اور آخرت اور وہاں کی کسی چیز کو اختیار کرنا بھی شرک ہے پس جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہے وہ غیر اللہ ہے۔ بس جب تو اس کے سوا اس کے غیر کی طرف مائل ہوا تو بے شک تو نے غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا۔ (فتوح الغیب وعظ ۷)

خلاصہ یہ ہے کہ بتوں کی اصل صاحب بت اور تصویروں کی اصل صاحب تصویر تھے۔ عقیدت پتھر کے بتوں یا کاغذی صنم (تصویر) سے نہیں ہوتی ان کے پیچھے کوئی نہ کوئی شخصیت ہوتی ہے۔ مشرکین عرب بھی اصلا بتوں کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے پیچھے شخصیات تھیں جن کی عظمت کے آگے وہ جھکتے تھے جن کے متعلق یہ عقیدہ قائم کرلیا گیا تھا کہ یہ اللہ کے اس قدر قریب ہوگئے ہیں کہ ان کے واسطے سے ہم اپنی حاجتوں میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرسکتے ہیں۔ یہی سب کچھ آج بھی ہوتا ہے۔ یہ بات کس کی عقل میں آتی ہے کہ ایک ناتراشیدہ پتھر تو کچھ حیثیت نہ رکھے لیکن جب وہی پتھر تراش دیا جائے تو وہ معبود بن جائے جو سب کچھ کرسکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شرک کی ابتدفرد یا مکان کی عظمت سے شروع ہوتی ہے جو بے لگام ہوجائے تو عبادت کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔

شرک کی حقیقت

الادب المفرد اور سنن النسائی میں روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا:

ما شاء اللہ وشئت

ترجمہ: جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں

آپ ﷺ نے فرمایا:

جعلت للہ ندا تو نے اللہ کا شریک ٹھہرا دیا

ما شاء اللہ وحدہ (بلکہ یوں کہو) جو اللہ چاہے

یہاں کہنے والے نے جو انداز اختیار کیا اس میں اس نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرح بااختیار بناڈالا کہ جو چاہے کریں جس کو رسول اللہ ﷺ نے شرک قرار دیا ۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک صرف بتوں کی پوجا سے نہیں ہوتا بلکہ زندہ اور فوت شدہ بزرگوں کو کارخانہ الہی میں بااختیار سمجھنے سے بھی ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو ایک خط لکھا جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فانی ادعوکم الی عبادۃ اللہ من عبادۃ العباد وادعوکم الی ولایۃ اللہ من ولایۃ العباد (تفسیر ابن کثیر)

میں تمہیں بندوں کی عبادت کے بجائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں، اور بندوں کے تسلط سے نکل کر اللہ کے تسلط میں آنے کی دعوت دیتا ہوں۔(یعنی بندوں کو کارساز سمجھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کو کارساز سمجھو)۔

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا بنادیا اور اپنی حاجتوں میں ان کو پکارتے تھے۔ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے بندوں کی عبادت قرار دیا۔

آپ ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوا کہ بندوں کو اللہ کی طرح بااختیار سمجھنا شرک ہے۔

الہ کون ہوتا ہے؟

اب آیئے الہ کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ ہمارا کلمہ لاالہ الااللہ ایک انکار سے شروع ہوتا ہے اور ایک اقرار پر ختم ہوتا ہے۔ انکار اس بات کا کہ کوئی الہ نہیں اور اس انکار کے بعد اللہ کے ایک ہونے کا اقرار ہے۔ اس پورے کلمے میں جو چیز سمجھنے کی ہے وہ الہ کا صحیح مفہوم ہے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ اس کا صحیح مفہوم ہی توحید اور شرک کے صحیح مفہوم کو متعین کرتا ہے۔ عبادت کے صحیح مفہوم کا انحصار بھی الہ کے صحیح مفہوم سے وابستہ ہے۔ الہ کا صحیح مطلب جاننے کے لیے ضروری ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ قرآن پاک نے الہ کے کیا اوصاف بتائے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے اس کلمے پر غور کر لیا جائے جس کی بنیاد پر ایک شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ۔ اس کا ترجمہ ہے: نہیں کوئی الہ سوائے اللہ کے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس ترجمے میں لفظ کوئی (کسی طرح کا) لانے کی وجہ اِلٰہَ کے آخر پر لگا ہوا زبر ہے۔ عربی زبان میں جب لا کے بعد کسی اسم پر زبر آجائے تو اس اسم کی ہر قسم (چھوٹی، بڑی، ظاہری، باطنی) کی نفی یا انکار ہوجاتا ہے (حاشیہ: 2)۔ انسان اپنی خواہشات نفس کو بھی اپنا الہ بنالیتاہے۔ اور خواہشات نفس ایک باطنی چیزہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے:

ءرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ (الفرقان: 43)

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے

بہرحال لَآ اِلٰہَ کہنے کا مطلب الہ کی ہر قسم کا انکار ہے۔ اس کامل انکار کے بعد ہی انسان الا اللہ کہنے کا حق ادا کرسکتا ہے۔

اب ذرا غور سے اس آیت کو پڑھیے:

ایاك نعبد و ایاك نستعین (الفاتحۃ)

ترجمہ: ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

اسی کی عبادت اور اسی سے مدد یہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا تقاضا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اقرار ہے ایاك نعبد و ایاك نستعین اس کا اظہار ہے!

ترجمہ: تمام قولی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں صرف اللہ کے لیے ہیں

اگر ایسا نہیں تو پھر انسان کی حالت وہ ہوتی جو سورۃ یوسف میں یوں بیان کی گئی ہے:

وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون (یوسف: 106)

ترجمہ: ان میں اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ قرآن نے الہ کے کیا اوصاف بتائے ہیں۔ ان اوصاف کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ انسان پورے شعور کے ساتھ لَآ اِلٰہَ (نہیں کوئی الہ) کا اعلان کرے جس کے بعد اِلَّا اللہ کی سعادت اسے حاصل ہو۔

---

2 : لاحول ولاقوۃ الا باللہ میں بھی حول اور قوۃ پر زبر سے یہی مراد ہے کہ ہماری کوئی طاقت (کسی طرح کی طاقت) نہیں ساری طاقت و قوت اللہ ہی کو حاصل ہے۔

ہر نبی کی ایک ہی دعوت اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں

وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی اليه انه لا اله الا انا فاعبدون (الانبياء: 25)

اور جو پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی الہ نہیں تو میری ہی عبادت کرو

الہ کون؟ آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ، زندگی اور موت دینے والا

قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا الذی له ملك السمٰوت والارض لا اله الا هو یحیی ویمیت (الاعراف: 158)

(اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا (یعنی اس کا رسول) ہوں۔ (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی الہ نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔

الہ کون؟ جس پر توکل کیا جائے، توبہ قبول کرنے والا

قل هو ربی لا اله الا هو علیه توکلت والیه متاب (الرعد: 30)

کہہ دو وہی تو میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں۔ میں اسی پر بھروسا رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں

الہ کون؟ علم والا

انما الهکم الله الذی لا اله الا هو وسع کل شیء علما (طه: 98)

تمہارا اللہ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی الہ نہیں، اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے

الہ کون؟ رزق دینے والا

هل من خالق غیر الله یرزقکم من السماء والارض لا اله الا هو (فاطر: 3)

کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق (اور رازق ہے) جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دے۔ اس کے سوا کوئی الہ نہیں پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو؟

الہ کون؟ بادشاہی والا، عبادت کے لائق

ذٰلکم الله ربکم له الملك لا اله الا هو فانی تصرفون (الزمر: 16)

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اسی کی بادشاہی (ملکیت) ہے۔ اس کے سوا کوئی الہ نہیں پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو؟

الہ کون؟ ہمیشہ زندہ ، عبادت کے لائق، جس کو پکارا جائے

هو الحی لا اله الا هو فادعوه مخلصین له الدین (المؤمن: 65)

وہ زندہ ہے (جسے موت نہیں) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو اس کی عبادت کو خالص کر کر اسی کو پکارو۔

الہ کون؟ زندگی اور موت دینے والا، پالنے والا

لا اله الا هو یحیی ویمیت ربکم ورب آبائکم الاولین (الدخان: 8)

اس کے سوا کوئی الہ نہیں (وہی) جلاتا ہے اور (وہی) مارتا ہے۔ وہی تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا پروردگار ہے

الہ کون؟ عالم الغیب و الشھادۃ

هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة (الحشر: 22)

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی الہ نہیں پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے

الہ کون؟ مشرق و مغرب کا رب، کارساز

رب المشرق والمغرب لا الہ الا ھو فاتخذہ وکیلا (المزمل: 9)

مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی الہ نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ

الہ کون؟ عبادت کے لائق، جس کا ذکر کیا جائے

اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی واقم الصلاۃ لذکری (طہ: 14)

بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی الہ نہیں تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو

الہ کون؟ ہر چیز کا خالق

ذٰلکم اللہ ربکم خالق کل شیء لا الہ الا ھو فانی تؤفکون (المؤمن: 62)

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی الہ نہیں پھر تم کہاں بھٹک رہے ہو؟

الہ کون؟ مشکل کشا

فنادیٰ فی الظلمات ان لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین (الانبیاء: 87)

آخر اندھیرے میں (اللہ کو) پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں بے شک میں ہی ظالمین میں سے ہوں

مچھلی کے پیٹ سے نجات دینا والا ایک ہی الہ ہے اسی لیے یونس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا۔

مشرکوں سے چند سوالات

امن خلق السمٰوٰت والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا بہ حدائق ذات بھجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ء الہ مع اللہ بل ھم قوم یعدلون (النمل: 60)

بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور (کس نے) تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا۔ (ہم نے) پھر ہم ہی نے اس سے سرسبز باغ اگائے۔ تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم ان کے درختوں کو اگاتے۔ تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟

یہاں الہ کے یہ اوصاف بتائے گئے ہیں:

1. آسمانوں اور زمین کا بنانے والا
2. بارش برسانے والا
3. زمین سے چیزوں کا پیدا کرنے والا

ان تمام اوصاف پر غور کریں تو ایک بات واضح نظر آئے گی کہ مخلوق میں سے کسی میں یہ قدرت نہیں وہ آسمان اور زمین بنا سکے، بارش برسا سکے یا زمین سے کھیتی یا درخت اگا سکے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔ ان کو **مافوق الاسباب امور** کہتے ہیں۔ آیت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سوال کیا ہے: ءالہ مع اللہ کہ کیا تم لوگ اللہ کے علاوہ بھی کسی کو الہ مانتے ہو جو یہ سب کچھ کرسکے۔ بتایا جارہا ہے کہ ایسا کرنا اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

امن جعل الارض قرارا وجعل خلالھا انھارا وجعل لھا رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ء الہ مع اللہ بل اکثرھم لا یعلمون (النمل: 61)

بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے بیچ نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی (یہ سب کچھ اللہ نے بنایا) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر دانش نہیں رکھتے۔

اس آیت میں الہ کے یہ اوصاف بتائے گئے ہیں:

4. زمیں کو پیدا کرنے کے بعد اس کو برقرار رکھنے والا
5. زمین میں پانی جاری کرنے والا
6. اس پر پہاڑوں کا بوجھ ڈال کر اسے برقرار کرنے والا
7. دریاؤں اور سمندروں کو ملنے سے روکنے والا

یہاں بھی وہی بات ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو یہ سب کام انجام دے سکتی ہے۔ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں نہیں ہیں۔ کسی اور کے لیے یہ ماننا اللہ کے ساتھ الہ ماننا ہے یعنی اللہ کا شریک ٹھہرانا ہے۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالہ مع اللہ قلیلا ما تذکرون (النمل: 62)

بھلا کون بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے۔ جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں مگر) تم بہت کم غور کرتے ہو

اس آیت میں الہ کے یہ اوصاف بتائے گئے ہیں:

8. مشکل گھڑی میں جس کو پکارا جائے
9. پکارنے والی کی پکار سننے والا
10. مشکل کشا یعنی سختی اور پریشانی کو دور کرنے والا
11. زمین پر خلیفہ بنانے والا

بے قرار کی پکار کو سننا اور اس کی تکلیف کو دور کرنا، زمین میں خلیفہ بنانا یہ سب بھی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کرنے والی ہے۔ اس کے سوا کسی کے لیے ماننا اس کے ساتھ الہ ماننا ہے۔

امن یہدیکم فی ظلمات البر والبحر ومن یرسل الریاح نشرا بین یدی رحمتہ ءالہ مع اللہ تعالی اللہ عما یشرکون۔ (النمل: 63)

بھلا کون تم کو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں رستہ بتاتا ہے اور (کون) ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری بناکر بھیجتا ہے (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں)۔ (یہ لوگ) جو شرک کرتے ہیں اللہ (کی شان) اس سے بلند ہے

اس آیت میں الہ کے یہ اوصاف بتائے گئے ہیں:

12. دریاؤں اور خشکیوں میں رہنمائی کرنے والا
13. ہوا چلانے پر قادر

یہ صفات بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں نہیں ہیں۔ مخلوق میں سے کسی میں ان اوصاف کو ماننا اس کی صفتوں میں شریک ٹھہرانا ہے جس کو **شرک فی الصفات** کہتے ہیں اور عام طور پر لوگ اسی شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ مشرک بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کو ایک ہی مانتا ہے لیکن اس کی صفات میں وہ بہتوں کو شریک کرتا ہے۔

وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون (سورۃ الاعراف:180)

اور اللہ کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں، تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں (مستدرک حاکم)۔ وہ سارے نام اللہ کے صفاتی نام ہیں یعنی اس جل و علا کی صفات بیان کرتے ہیں۔

سورۃ نمل کی مذکورہ بالا آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات بیان کرنے کے بعد کہا گیا:

تعالی اللہ عما یشرکون

(یہ لوگ) جو شرک کرتے ہیں اللہ (کی شان) اس سے بلند ہے

یعنی اوپر بیان کیے گئے تمام امور اللہ کے سوا کسی اور کے لیے ماننا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔ ان آیتوں کے بعد کی آیت یوں ہے:

امن یبدا الخلق ثم یعیدہ ومن یرزقکم من السماء والارض ءالہ مع اللہ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین (النمل:64)

بھلا کون خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا۔ پھر اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے اور (کون) تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) کہہ دو کہ (مشرکو) اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو

اس آیت میں الہ کے یہ اوصاف بتائے گئے ہیں:

14. تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا
15. موت کے بعد دوبار زندہ کرنے والا
16. رزق دینے والا

یہ صفات اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں نہیں ہیں۔

مذکورہ آیتوں میں جتنے امور بتائے گئے ہیں یہ سب اللہ کی قدرت کے مظہر ہیں جو کسی بھی مخلوق کی قدرت سے باہر ہیں۔ ان کو **مافوق الاسباب امور** یعنی اسباب سے بالاتر امور کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اسباب کا محتاج نہیں۔ انسان کوجو اسباب میسر ہیں ان کے ذریعے سے وہ ان میں سے ایک کام بھی انجام نہیں دے سکتا۔ بلکہ انسان اپنی معمولی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اسباب کا محتاج ہے۔ اسباب کے دائرے میں اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ اختیار ضرور دیا ہے۔ آدمی پیاس بجھانے کے لیے پانی استعمال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے پانی استعمال کرنے کا اختیار دیاہے۔ بیماری میں دوا کا طالب ہوتا ہے۔

وہ اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے دوسرے انسانوں کی مدد کا طالب ہوتا ہے۔ یہ بھی اسباب ہی کے دائرے میں ہوتا ہے۔

اسی لیے جب اپنی ضرورتوں کے لیے کسی دوسرے کو پکارتا ہےتو اسے یہ بات معلوم ہے کہ وہ شخص بھی اسباب ہی ذریعے اس کو پورا کرے گا(حاشیہ: 3)۔ نہ ہی وہ سمجھتا ہے کہ جس کو وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے پکار رہا ہے وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ہر صورت میں اس کی ضرورت کو پورا کر دے گا۔

سورۃ نمل کی ان مذکورہ آیتوں میں الہ کی تفسیر کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (النمل: 65)

کہہ دو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے

آیئے ذرا غور کرتے ہیں کہ مخلوق سے غیب کی نفی کیوں فرمائی گئی؟

انسان کی دو خواہشیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا اذقنا الناس رحمۃ فرحوا بھا وان تصبھم سیئۃ بما قدمت ایدیھم اذا ھم یقنطون (الروم: 36)

اور جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے عملوں کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں کوئی تکلیف پہنچے تو ناامید ہو کر رہ جاتے ہیں

انسان بنیادی طور راحت طلب ہے۔ اس راحت طلبی کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے لیے منفعت یعنی فائدہ دینے والی چیز کا طالب ہوتا ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ کہ وہ ہر مضرت یعنی نقصان دینے والی چیز سے بچنا چاہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اسی عدم راحت میں اس کا امتحان پوشیدہ ہے جس میں کامیابی کے بعد اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین (البقرۃ:155)

اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے توصبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو

اس راحت کے کامل حصول کے لیے انسان دو باتیں چاہتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ اپنے کام کے انجام سے آگاہ ہونا چاہتا ہے تاکہ اگر اس کے کرنے میں فائدہ ہو تو اس کو انجام دے اور اگر اس کا انجام خیر نہیں تو اس سے دور ہٹ جائے۔ دوسرے لفظوں میں انسان کو غیب جاننے کی شدید خواہش ہے۔ علم غیب کی خواہش کے ساتھ وہ اپنے تمام امور پر کامل قدرت یا قوت تصرف بھی چاہتا ہے تاکہ ان کا انجام اس کی مرضی کے مطابق ہو۔ کامل قدرت، کامل علم کا تقاضا کرتی ہے۔ کامل قدرت، کامل ملکیت کا بھی تقاضا کرتی ہے۔ اگر ملکیت ناقص ادھوری ہوگی، تو قدرت بھی ناقص ہوگی۔ اگر آپ غور کریں کامل قدرت ہی وہ وصف ہے جو زندہ اور فوت شدہ بزرگان دین میں ڈھونڈا جاتا ہے(حاشیہ: 4)۔ یہ دونوں امور یعنی غیب جاننے کی خواہش اور کامل تصرف شرک کا پیش خیمہ ہیں۔ قرآن پاک نے واضح الفاظ میں بتادیا ہے کہ یہ دو امور صرف اور

---

3 :آپ نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ کوئی بیمار شخص کسی بزرگ کو یوں پکارے کہ ڈاکٹر نے مجھے یہ دوا تجویز کی ہے آپ عطا کر دیجیے۔ وہ بھی جان رہا ہوتا ہے کہ اسباب اختیار کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ اس دوا سے صحت یابی حاصل ہو جانا جو اسباب سے بالا ہے یعنی مافوق الاسباب ہے اسی کے لیے وہ کسی بزرگ کو پکارتا ہے۔

4 :بزرگوں کی کرامتوں کے تذکرے اسی پہلو کو اجاگر کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔

صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ اسی لیے سورۃ نمل کی مذکورہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کے اظہار کے بعد آخر میں یہ بھی بتادیا کہ علم الغیب بھی کسی کو حاصل نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے! سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ذریعے انسان کی انہی دو خواہشوں کا رد کیا ہے:

قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء (الاعراف: 188)

کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کرلیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔

یعنی نفع پہچانا یا ضرر سے بچانا محض اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ یہ بھی بتادیا کہ علم الغیب ہوتا تو بہت سی خیر حاصل ہو سکتی ہے لیکن علم الغیب اللہ ہی کو حاصل ہے (حاشیہ: 5)۔

ان دو باتوں یعنی علم کامل اور تصرف کامل کو ذہن میں رکھتے ہوئے اب ہم عبادت کے مفہوم کو سمجھتے ہیں۔

عبادت کی حقیقت

لفظ الہ کا اردو زبان میں ترجمہ معبود سے کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ جس کی عبادت کی جائے۔ الہ میں اور عبادت میں گہرا تعلق ہے۔چنانچہ لفظ الہ کی حقیقت سمجھنے کے لیے عبادت کی حقیقت کو سمجھنا بھی ضروری ہوا۔ عبادت کی حقیقت کسی ہستی کے لیے اپنی مرضی سے قولا یا فعلا اظہار ذلت (انکساری) و عاجزی کرناہے۔اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے دو باتیں جاننا بے حد ضروری ہے۔

پہلی بات

یہ بات یقینی ہے کہ انسان کسی ہستی سے اپنے اختیار سے انتہا درجے کی عاجزی و انکساری سے پیش نہیں آتا جب تک وہ اس کے کسی کمال اور عظمت کا قائل نہیں ہو جاتا۔ یہ عظمت اس کے دل میں اس کی محبت پیدا کردیتی ہے جو اس ہستی کی تعظیم کا محرک بنتی ہے۔ جب یہ دونوں باتیں یعنی اس ہستی کی عظمت و کمال کا اعتقاد اور اس کی محبت دل میں گھر کر لیتی ہے تو اس کے نتیجے میں اس انسان سے اس ہستی کی عظمت اور تعظیم کے اظہار کے لیے کچھ اعمال وجود میں آتے ہیں جو قول و فعل دونوں صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں (حاشیہ: 6)۔ خلاصہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ہستی کی عظمت کا اعتقاد پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجے میں اس ہستی کی عظمت کے اظہار والے اقوال و اعمال وجود میں آتے ہیں۔

دوسری بات

---

5 : علم الغیب اس علم کو کہتے ہیں جو اللہ کا ذاتی علم ہے یعنی بغیر کسی کی مدد کے ،ہر چیز کو محیط ہے،ہمیشہ ہمیشہ سے ہے ، یعنی یہ نہیں کہ کبھی نہیں تھا اور اب ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی مخلوق کے لیے اس طرح کا عقیدہ رکھنا اس کی صفت میں شریک ٹھہرانا ہے، یعنی شرک ہے۔ انبیا علیہم السلام کے علم بارے میں اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان خاص بندوں کو بے شمار علوم عطا کیے ہے جن کا احاطہ کرنا عام انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ خاص طور پر خاتم الانبیا ﷺ کے بحر علم کے کنارے تک پہنچنا دیگر انبیائے کرام کے لئے بھی ممکن نہیں۔ لیکن ان کا یہ خاص مقام اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے، محض اس کی عطا ہے۔ حدوثا ہے یعنی پہلے نہیں تھا اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہوا۔

6 : انسان جب کسی انسان سے اس کے کسی کمال کی وجہ سے انتہا درجے کی محبت کرنے لگتا ہے تو اس کے اظہار لیے بہت سے کام کرتا ہے۔آج کل کی دنیا میں اداکاروں اور کھلاڑیوں کے ساتھ جو معاملہ ان کے مداح کرتے ہیں اس سے بات سمجھ میں آسکتی ہے۔

اب یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ کسی ہستی کے اس درجہ باکمال ہونے کا عقیدہ کس طرح پیدا ہوتا ہے کہ انسان اس کی ایسی عظمت کا قائل ہوجاتا ہے کہ اس کے سامنے اپنے آپ کو عاجز سمجھنے لگتا ہے۔اس کے دو اسباب ہیں:

اول علم کامل، خواہ ذاتی،خواہ عطائی۔

دوم قدرت کامل یعنی کامل تصرف مافوق الاسباب۔ یعنی ہر چیز کرنے یا کروانے کی کامل قدرت خواہ ذاتی خواہ عطائی۔

اب علم کامل اور قدرت کامل کو سمجھتے ہیں۔

علم کامل

یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ کسی نہ کسی درجے میں علم ہر مخلوق کو حاصل ہے۔ یہ بھی ہر شخص جانتا ہے کہ مخلوق کا علم ظاہری و باطنی اسباب کے ماتحت ہے۔ مثلا ہمیں اپنے پانچ حواسوں کے ذریعے بہت سی باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یا کوئی انسان اپنی فکری قوتوں کے ذریعے بھی بہت کچھ جان لیتا ہے۔لیکن کوئی شخص بھی اسباب کے ذریعے سے حاصل ہونے والے علم کی وجہ سے کسی ہستی کا ایسا گرویدہ اور اتنا مرعوب نہیں ہوجاتا کہ اس کے سامنے انتہا درجے کی عاجزی و انکساری یعنی خدائی تعظیم کرنے لگے۔ ہاں جب وہ کسی ہستی کے متعلق یہ گمان کرے گا کہ اس کو اسباب سے بالا یعنی اسباب سے ہٹ کر یعنی علم مافوق الاسباب کچھ اور قوتیں حاصل ہیں جس وجہ سے وہ ایسے علوم کا حامل ہے کہ وہ ہر وقت میری ہر نقل و حرکت کو جان رہا ہے، میری ہر پکار اورثنا کو سن رہا ہے۔ وہ ہر وقت میرے ساتھ ہے تب وہ اس ہستی کا گرویدہ ہوکر اس کے لیے خدائی تعظیم کرنے لگ جائے گا۔کیونکہ وہ جانے گا کہ یہ کمالات مخلوق کے کمالات کی قسم سے نہیں ہے بلکہ خدائی کمال کی جنس سے ہے۔

قدرت کامل

قدرت کامل کے دو پہلو ہیں:

پہلا یہ کہ وہ ہستی ہر کام کرنے کی قدرت رکھتی ہے،

دوسرا یہ کہ وہ ہستی ہر کام کروانے کی قدرت رکھتی ہے (حاشیہ: 7)۔

ہر کام کرنے کی قدرت کا کیا مطلب ہے اس کو سمجھنے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس دنیا میں ہر انسان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اللہ کے دیے ہوئے آلات ، ظاہری و باطنی، کے ذریعے عالم کی اشیا میں تصرف کرسکتا ہے یعنی ان کو اپنے تابع کرسکتاہے۔ یہ تصرف اسباب کے ماتحت ہوتا ہے۔مثلا وہ ٹھنڈے پانی کو گرم کرسکتاہے یا گرم پانی کو ٹھنڈا کرسکتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لیے وہ اسباب کا پابند ہے۔ چنانچہ ٹھنڈے پانی کو گرم کرنے کے لیے اس کو آگ کا انتظام کرنا پڑے گا۔ یا گرم پانی کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اسے برف کا انتظام کرناپڑے گا۔ انسانوں کے علاوہ بھی جاندار مخلوق میں اس طرح کے تصرف کی قوت کسی نہ کسی درجے میں موجود ہے۔ کیونکہ ہرانسان سمجھ سکتا ہےکہ اس طرح کے تصرفات وہ چاہے کتنے ہی حیران کن ہوں اسباب کے بغیر نہیں ہوسکتے۔ اس لیے کوئی انسان محض کسی کے ظاہری تصرفات کو دیکھ کر اس کا اتنا گرویدہ نہیں ہوجاتا کہ اس کی عبادت کرنے لگے۔ قدرت کامل کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ ہستی ایسی قدرت والی ہے کہ وہ جب اور جس وقت چاہے اپنی مرضی نافذ کرسکتی ہے۔ چنانچہ جب انسان کسی ہستی کے متعلق یہ مان لے کہ اس کو ایسی

---

7 : مشرکین کے عقیدہ شفاعت میں یہی خیال کارفرما ہوتا ہے کہ جن کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ وہ ان کے کام کرا سکیں۔

قدرت کامل حاصل ہے جو اسباب سے ہٹ کر یعنی مافوق الاسباب ہے تو پھر اس کی عقیدت اس درجے میں آجاتی ہے کہ وہ اس کو معبود بنانے کے لیے تیار ہوجاتا ہے۔ مثلا اگر وہ ہستی مردے کو زندہ کردے تو ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ اسباب سے بالا بات ہے اس لیے وہ ایسی ہستی کو اپنا معبود بنانے کے لیے راضی ہو جاتا ہے اور اس سے نفع و نقصان کی امید لگاتا ہے۔ (حاشیہ: 8)۔ ان مذکورہ اوصاف یعنی علم کامل اور قدرت کامل والی ہستی جس کو انسان معبود بناتا ہے اور اس کو راضی کرنے والے اعمال کرتا ہے وہ ہستی مندرجہ ذیل چار حیثیتوں میں سے ایک حیثیت میں ہوسکتی ہے:

1) وہ معبود خود ہی علم کامل اور قدرت کامل والے اوصاف سے متصف ہے۔ اس کو معبود حقیقی کہہ لیجیے۔

2) یا وہ معبودِ حقیقی کا شریک ہو،

مشرکین عرب جب طواف کرتے تو یہ تلبیہ پڑھتے:

لبیك لا شریك لك الا شریکا ھو لك تملکه وما ملك (صحیح مسلم)

ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک تیرا (ہی مقرر کردہ) ہے تو اس کا مالک ہے اور مالک نہیں (تیرا)۔

اس مشرکانہ تلبیے سے معلوم ہوا کہ مشرکین عرب یہ سمجھتے تھے اللہ کی ملکیت میں کچھ ہستیاں عطائی طور پر شریک تھیں (حاشیہ: 9)۔ یعنی اس نے خود کسی کو کا اپنا شریک بنالیا ہے۔

3) یا وہ معبودِ حقیقی کا مددگار ہو کہ اس کو بھی خدائی امور میں عمل دخل حاصل ہوجائے،

4) یا اس کو معبود حقیقی کے یہاں ایسی پوزیشن حاصل ہو جس کے ذریعے سے وہ معبود حقیقی سے اپنی بات (طوعا و کرہا) منوا سکتا ہے۔

جب کوئی ہستی ان اوصاف سے خالی ہو تو ایسی ہستی سے کسی نفع کی امید لگانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا یعنی اس کی عبادت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

ان چاروں میں سے دوسری، تیسری اور چوتھی شرک کی صورتیں ہیں اور قرآن پاک ان کا رد کرتا ہے۔ ان دو باتوں یعنی کامل علم اور کامل قدرت کو ذہن میں رکھتے ہوئے اب ہم قرآن پاک کی آیتوں پر غور کرتے ہیں۔

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنة ولا نوم له ما فی السمٰوٰت وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنه یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء (بقرۃ: 256)

اللہ (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہمیشہ رہنے والا اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں سب اسی کا ہے کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہوچکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے)

---

8 : عیسائیوں کو حضرت عیسی علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر ان میں خدائی قوتیں کارفرما نظر آئیں۔ وہ عیسی علیہ السلام کو اللہ تو نہ کہہ سکے اللہ بیٹا کہہ دیا۔ کلمہ گو مشرک رسول اللہ ﷺ کو اور ولیوں اور بزرگوں کو اللہ تو نہیں کہہ سکتے ہیں نہ ہی عیسائیوں کی طرح اللہ کا بیٹا البتہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات ان میں مانتے ہیں۔

9 : آج کل شرک کی بنیاد یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے عطائی طور پر عالم الغیب ہیں۔ عطائی طور پر تصرف کا اختیار بھی ان کو حاصل ہے۔

اس آیت میں جس کو آیت الکرسی (حاشیہ: 10) کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ دعوی کیا ہے کہ عبادت کے لائق صرف میں ہوں۔ اس کے بعد اس کے دلائل بیان کیے ہیں۔

فرمایا: لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض یعنی جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا مالک وہی ہے۔

پھر فرمایا: من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعنی کسی کو اختیار نہیں کہ اس کی مرضی کے خلاف کچھ کراسکے۔ یعنی کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں ہے۔

پھر فرمایا: یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء ہر چیز کا علم اسی کو ہے، کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں، مخلوق اتنا ہی جانتی ہے جتنا وہ بتانا چاہتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شرک کے دونوں راستے یعنی علم کامل اور قدرت کامل دونوں کا رد کردیا گیا۔

وربك یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ وتعالی عما یشرکون () وربك یعلم ما تکن صدورھم وما یعلنون () وھو اللہ لا الہ الا ھو لہ الحمد فی الاولی والآخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون۔ (القصص: 70-68)

اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) برگزیدہ کرلیتا ہے۔ ان کو اس کا اختیار نہیں ہے۔ یہ جو شرک کرتے ہیں اللہ اس سے پاک وبالاتر ہے، اور ان کے سینے جو کچھ مخفی کرتے اور جو یہ ظاہر کرتے ہیں تمہارا پروردگار اس کو جانتا ہے، اور وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اور اسی کا حکم اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

ان آیات میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ قدرت کامل صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اسی طرح علم الغیب بھی اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔

قرآن پاک نے بار بار ان دونوں باتوں یعنی علم الغیب اور تصرف کامل کا خاص اللہ کے لیےہونا بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان اللہ لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا الہ الا ھو (آل عمران: 6-5)

اللہ (ایسا خبیر وبصیر ہے کہ) کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں وہی تو ہے جو (ماں کے پیٹ میں) جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

فرمایا: ان اللہ لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء زمین و آسمانوں میں کوئی چیز اس سے چھپی نہیں ہے یعنی علم کامل صرف اللہ کے لیے ہونے کا بیان ہے۔

پھر فرمایا: ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ماں کے پیٹ میں جو صورت بنانا چاہتا ہے بناتا ہے، وہ کامل قدرت والا ہے۔

ھو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون () وھو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون (الانعام: 3-2)

---

10 : آیت الکرسی کو قرآن پاک کا دل کہا جاتا ہے۔ اس میں توحید کا بیان اور اس کی مخالف چیزوں کا بیان انتہائی مختصر لیکن مکمل انداز میں کیا گیا ہے۔

وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر (مرنے کا) ایک وقت مقرر کر دیا اور ایک مدت اس کے ہاں اور مقرر ہے پھر بھی تم (اے کافرو اللہ کے بارے میں) شک کرتے ہو، اور آسمانوں اور زمین میں وہی (ایک) اللہ ہے تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب باتیں جانتا ہے اور تم جو عمل کرتے ہو سب سے واقف ہے۔

مٹی سے پیدا کرنا مافوق الاسباب ہے، پھر اس کی عمر مقرر کرنا بھی مافوق الاسباب ہے۔ اسی لیے ان دونوں کاموں کا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص بتایا گیا۔

پھر فرمایا: اور آسمانوں اور زمین میں وہی (ایک) اللہ ہے تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب باتیں جانتا ہے اور تم جو عمل کرتے ہو سب سے واقف ہے۔ یعنی علم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے کے لیے مخصوص ہے۔

اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر لہ ان اللہ بکل شیء علیم (العنکبوت:62)

اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

روزی کی وسعت اور تنگی بھی اللہ ہی اختیار میں ہے۔ وہ جس کے لیے جتنی روزی چاہتا ہے مقرر کرتا ہے۔ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

للہ ملك السماوات والارض یخلق ما یشاء یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور او یزوجھم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما انہ علیم قدیر (الشوری:50-49)

(تمام) بادشاہت اللہ ہی کی ہے آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے، یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بےاولاد رکھتا ہے۔ وہ تو جاننے والا (اور) قدرت والا ہے

اولاد دینا بھی اسی کا اختیار ہے۔ یہ بھی اس کی قدرت کا اظہار ہے۔ قدرت والا بھی ہے اور علم والا بھی ہے۔

کس کو پکارا جائے؟

اوپر الہ کون ہوتا ہے؟ کے عنوان کے تحت واضح کیا گیا کہ الہ کے مفہوم میں کیا کچھ داخل ہے۔ اولا تو پیچھے جو کچھ بیان کیا گیا اس کے بعد یہ واضح ہوجاتا ہے کہ پکارے جانے کے قابل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لیکن وہ مسلمان جو اپنی حاجتوں کے لیے غیراللہ کو پکارتے ہیں، یہاں قرآنی آیات پیش خدمت ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے پکارنے کو شرک بتایا ہے۔ ان آیات میں اس کی وضاحت ہے کہ ایسا کرنا شرک کیوں ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہ آیات پڑھیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان بیان کی ہے۔

ولہ اسلم من فی السمٰوت والارض طوعا و کرھا و الیہ یرجعون (آل عمران:83)

سب اہل آسمان و زمین خوشی یا ناخوشی سے اللہ کے فرماں بردار ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں

وان یمسسك اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردك بخیر فلا راد لفضلہ (یونس:107)

اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔

اور مسلمان کی شان یہ ہے:

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ()لا شریک لہ وبذلك امرت وانا اول المسلمین (الانعام:163-162)

کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

پکارے جانے کے لائق وہی ہے جو بااختیار ہو، باخبر ہو، قدرت والا ہو، سمیع و بصیرہو

والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابو الکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم ولا ینبئك مثل خبیر (فاطر:14-13)

اور جن لوگوں کو تم اس (اللہ) کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی تو (کسی چیز کے) مالک نہیں اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری بات کو قبول نہ کرسکیں اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کردیں گے اور (اللہ) باخبر کی طرح تم کو کوئی خبر نہیں دے گا۔

یعنی اپنی حاجتوں کے لیے اسی کو پکارا جاسکتا ہے جس کو حاجتوں کو پورا کرنے کی قدرت ہو۔ غیراللہ تو کھجور کی گٹھلی پر جو باریک سی جھلی لگی ہوتی ہے اتنی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ بتائی کہ وہ زمان مکان سے ماورا ہر پکارنے والی کی پکار کو سنتا ہو۔ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔وہ بیک وقت تمام مخلوقات کی دعاؤں کو سنتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا (بنی اسرائیل:56)

کہو کہ (مشرکو) جن لوگوں کی نسبت تمہیں (معبود ہونے کا) گمان ہے ان کو بلا کر دیکھو۔ وہ تم سے تکلیف کے دور کرنے یا اس کے بدل دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے

پکارے جانے کے لائق وہی ہے جو نفع و نقصان کا اختیار رکھتا ہو

ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون (الاحقاف:5)

اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوسکتا ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اور ان کو ان کے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو۔

وھم عن دعائھم غافلون ان کو ان کے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو۔

جو سن نہیں سکتا وہ اس کو پورا کرنے کی قدرت بھی نہیں رکھتا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا یہ قول پڑھیے اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی مخلوق کی کیا حیثیت ہے ایک بہترین مثال سے اس کو سمجھا رہے ہیں۔

> تیرے دل کا لگاؤ مخلوق میں سے کسی چیز سے نہ رہے۔ اور تمام مخلوق کو اس شخص کی طرح بے بس اور عاجز سمجھ جس کو ایک بڑی سلطنت والے ایک بڑے رعب و دبدبے والے، ایک بڑی شان و حکم والے بادشاہ نے گرفتار کرایا ہو، اس شخص کی گردن میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں اور اسے ایک درخت کے ساتھ پھانسی لٹکا دے اور وہ درخت ایک ایسے دریا کے کنارے اگا ہوا ہے جس کی موجیں تیز اور جس کا پھیلاؤ وسیع

اور جس کی گہرائی بہت ہو۔ پھر بادشاہ ایسے تخت پر بیٹھا ہو جس تک پہنچنا بہت مشکل ہو۔نیز اس بادشاہ نے اپنے پاس تیروں، نیزوں اور کمانوں کا ایک ایسا انبار لگا رکھا ہو جس کا اندازہ بادشاہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا اور یہ بادشاہ اس پھانسی پر لٹکے ہوئے شخص پر جس ہتھیار کو چاہے پھینک رہا ہے پس کیا اس شخص کے لیے جو یہ سب ماجرا دیکھے ممکن ہے کہ ایسے بادشاہ کی طرف سے نظر ہٹا لے، اس سے خوف نہ رکھے امید نہ رکھے بلکہ پھانسی لگے ہوئے شخص سے ڈرے اس سے امید رکھے، جو کوئی ایسا کرے گا وہ، جہاں تک عقل و سمجھ کا تعلق ہے، عقل و سمجھ سے خالی، دیوانہ،مجنون، حیوان مطلق اور خارج از انسانیت نہ ہوگا؟ پس اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگوبصیرت کے بعد (حق سے) اندھا ہونے سے، وصولی بارگاہ قدس کے بعد قطع ہونے سے، قرب کے بعد دوری سے، ہدایت کے بعد گمراہی سے، اور ایمان کے بعد کفر سے۔ (فتوح الغیب وعظ ۱۷)

دعا عبادت ہے!

قرآن پاک میں دعا کا لفظ پکارنے اور عبادت کرنے کے معنوں میں آیا ہے۔ دعا اور پکارنا خود عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین (المومن: 60)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے (ازراہ) تکبر (انکار) کرتے ہیں۔ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس سے دعا نہ کرنے والوں کو اس کی عبادت سے انکار کہا ہے یعنی دعا کرنے کو عبادت سے تعبیر کیا ہے۔

1) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن النعمان بن بشیر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ یقول ان الدعاء ھو العبادۃ ثم قرا ادعونی استجب لکم (سنن الترمذی)

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دعا عبادت ہے۔" پھر آپ ﷺ نے آیت پڑھی ادعونی استجب لکم

2) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ افضل العبادۃ ھو الدعاء وقرا وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین. (مستدرك حاکم)

بہترین عبادت دعا ہے اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی وقال ربکم ادعونی استجب لکم إن الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین

3) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اشرف العبادۃ الدعاء (الادب المفرد للبخاری)

دعا تمام عبادتوں میں اشرف (اعلیٰ ترین) عبادت ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

اے اللہ کے بندو! عقل سیکھو، اپنے معبود کو اپنی موت سے پہلے پہچاننے کی کوشش کرو، اپنی حاجات مانگو، تمہارا دن رات اس سے مانگنا اس کی عبادت ہے۔

غیراللہ کو پکارنا کیوں غلط ہے؟

یاایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا له ان الذین تدعون من دون الله لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له وان یسلبہم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منه ضعف الطالب والمطلوب (الحج: 74-73)

ترجمہ: لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔ کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ اس کے لئے سب مجتمع ہوجائیں۔ اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب (یعنی عابد اور معبود دونوں) گئے گزرے ہیں

اس آیت سے چند باتیں واضح ہوئیں۔ مشرکین عرب کو خطاب کرکے بتایا گیا ہے کہ وہ جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو:

- وہ کوئی چیز بنا نہیں سکتے کیونکہ وہ خالق نہیں ہیں۔ تخلیق ایک مافوق الاسباب (یعنی انسانی کو جو اسباب میسر ہیں ان سے بالا) امر ہے جو صرف اللہ رب العزت ہی کی صفت ہے۔
- انہیں کوئی قدرت حاصل نہیں ہے۔ مکھی جیسی بے حیثیت مخلوق بھی اگر کوئی چیز لے جائے تو وہ اس کو اس سے چھڑا نہیں سکتے۔

قل افرءیتم ما تدعون من دون الله ان ارادنی الله بضر ہل ہن کاشفات ضرہ او ارادنی برحمة ہل ہن ممسکات رحمته قل حسبی الله علیه یتوکل المتوکلون (الزمر: 38)

ترجمہ: کہو کہ بھلا دیکھو تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا وہ اس تکلیف کو دور کرسکتے ہیں یا اگر مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ کہہ دو کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسا رکھنے والے اسی پر بھروسا رکھتے ہیں

اس آیت میں مشرکین عرب کو خطاب کرکے بتایا گیا ہے کہ:

- وہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارا جاتا ہے وہ کسی کی تکلیف دور نہیں کرسکتے یعنی وہ مشکل کشا نہیں ہوسکتے۔ مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔
- وہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارا جاتا ہے وہ کسی کو کچھ بھی نہیں دے سکتے۔
- مشرک کا بھروسا غیراللہ پر ہوتا ہے۔
- مومن کا بھروسا صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتاہے۔

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ جنگ احد کے دن ایک موقعے پر ابوسفیان نے کچھ باتیں کہیں اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اس کا جواب دیا گیا۔ غور سے پڑھیے!

قال ابو سفیان اعل ہبل (صنمہم الذی یعبدونه)

ترجمہ: ابوسفیان نے کہا: ہبل (بت کا نام) سربلند ہو (ھبل سے مدد مانگی)

فقال النبی ﷺ اجیبوہ قالوا ما نقول

ترجمہ: اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کو جواب دو۔" لوگوں نے پوچھا:"کیا کہیں؟"

قال قولوا اللہ اعلی و اجل

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کہو، اللہ ہی کے لیے سربلندی ہے وہی بزرگ (بھی) ہے"

قال ابو سفیان لنا العزی ولا عزی لکم

ترجمہ: اس پر ابوسفیان بولا: "ہمارے پاس عزی (ان کے بت کا نام) ہے اور تم لوگوں کے پاس کوئی عزی نہیں۔" (تم لوگ بے یار و مددگار ہو)

فقال النبی ﷺ اجیبوہ قالوا نقول قال قولوا اللہ مولانا ولا مولی لکم

ترجمہ: اس پر رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا: "اس کو جواب دو۔" لوگوں نے پوچھا:"کیا کہیں؟" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کہو، اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔"(حاشیہ: 11)

دعا کے ذیل میں حضرت شیخ ایک آیت کی تفسیر فرماتے ہیں:

تمہارے عالم جاہل ہیں اور تمہارے جاہل دھوکے باز۔ تمہارے زاہد دنیا پر حریص ہیں۔ تو دین کے بدلے دنیا نہ کما دین سے تو آخرت حاصل کی جاتی ہے۔آپ (یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی) نے

ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین (الاعراف-55)

یعنی تم اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں رکھتا ہے۔ کے ظاہر پر عمل کر کے تفسیر فرمائی کہ حد سے بڑھنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ کے سوا دوسرے سے مانگے اور غیر اللہ سے سوال کرے۔(ملفوظات شیخ)

مشرکین عرب اور کلمہ گو مشرک

مشرکین عرب بعض معاملات میں اپنے الھوں کو اپنا سفارشی اورمتصرف سمجھتے تھے لیکن بڑے بڑے کاموں اور انتہائی مشکل وقت میں وہ بھی اللہ ہی کو پکارتے تھے۔

مشرکین عرب مافوق الاسباب امور میں صرف اللہ کو پکارتے تھے،پہلی مثال

ارشاد ربانی ہے:

فاذا رکبوا فی الفلك دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فلما نجاھم الی البر اذا ھم یشرکون (العنکبوت: 65)

ترجمہ: پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے (اور) خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ شرک کرنے لگے جاتے ہیں

فرمایا: فاذا رکبوا فی الفلك دعوا اللہ مخلصین لہ الدین

ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں سے بحفاظت منزل تک پہنچادینا مافوق الاسباب امر ہے، کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں یہ بات مشرکین عرب بھی سمجھتے تھے اس لیے ایسے موقعوں پر ان کی امیدوں کا مرکز صرف اللہ ہوتا تھا۔

---

11 : غور کریں اہل حق اور اہل ہوی کا یہ فرق آج بھی موجود ہے۔ایک طرف اللہ ہی اللہ دوسری طرف غیر اللہ !

سنن النسائی کی ایک روایت میں آتا ہے:

حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل فتح مکہ کے بعد اپنی جان بچانے کے لیے سمندر کے راستے فرار ہونے کے لیے ایک کشتی میں سوار ہوگئے۔ کشتی طوفان میں پھنس گئی تو ملاحوں نے مسافروں سے کہا:

اخلصوا فان آلھتکم لا تغنی عنکم شیئا ھاھنا (سنن النسائی)

ترجمہ: یعنی مشرکین عرب موجوں کے تھپیڑوں میں خالص اللہ کو یاد کرتے تھے۔ کلمہ گو مشرک کا عقیدہ کیا ہے پڑھیے: پورے اخلاص والے ہوجاؤ (یعنی پورے اخلاص سے اللہ تعالیٰ کو پکارو) کیونکہ تمہارے الہ اس موقع پر تمہارے کام نہیں آسکتے۔ کلمہ گو مشرک کیا کہتا ہے:

المدد یاغوث اعظم المدد یادستگیر — تیری نگاہ درکار ہے پیران پیر

جہاز تاجراں گرداب سے فورا نکل آیا وظیفہ جب انہوں نے پڑھ لیا یاغوث اعظم کا

مشرکین عرب مافوق الاسباب امور میں صرف اللہ کو پکارتے تھے، دوسری مثال

- قرآن پاک میں آتا ہے:

قل ارایتکم ان اتٰکم عذاب اللہ او اتتکم الساعۃ اغیر اللہ تدعون ان کنتم صادقین٥ بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء وتنسون ما تشرکون٥ (الانعام: 41-40)

ترجمہ: کہو (کافرو) بھلا دیکھو تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت آموجود ہو تو کیا تم (ایسی حالت میں) اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ)، بلکہ (مصیبت کے وقت تم) اسی کو پکارتے ہو تو جس دکھ کے لئے اسے پکارتے ہو وہ اگر چاہتا ہے تو اس کو دور کردیتا ہے اور جن کو تم شریک بناتے ہو (اس وقت) انہیں بھول جاتے ہو

عن عمران بن حصین: قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی کم تعبد الیوم الھا فقال ستۃ فی الارض وواحدا فی السماء قال فایھم تعد لرغبتك ورھبتك قال الذی فی السماء (سنن الترمذی)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے باپ سے پوچھا: ”آج کل تم کتنے الہوں کی عبادت کرتے ہو؟“ (میرے باپ نے) کہا: ”چھ زمین پر اور ایک (وہ جو) آسمان پر ہے (کی)۔“ رسول اللہ ﷺ نے (مزید) پوچھا: ”ان میں خوف و امید کے وقت تم کس الہ کو کام کا سمجھتے ہو؟“ میرے باپ نے کہا: ”وہی جو آسمانوں میں ہے۔“

یعنی تمام امور میں وہ خوف اور امید اللہ ہی کے ساتھ رکھتے تھے۔ اب پڑھیے کلمہ گو مشرک کیا کہتا ہے:

انت شافی انت کافی فی مھمات الامور — انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل

یعنی تمام بڑے بڑے مسائل (مہمات الامور) میں مجھے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہی کافی ہیں۔ وہی میرے لیے کافی ہیں وہ میرے رب ہیں۔ بہترین سازگار۔

مشرکین مکہ شفا اللہ کی طرف سے سمجھتے تھے، تیسری مثال

مشرکین عرب نے رسول اللہ ﷺ کی توحید کی دعوت سن کر آپ کو مجنون مشہور کردیا تھا اس پر ضماد نامی ایک کافر جو جھاڑ پھونک کیا کرتا تھا اس نے کہا:

لو ارایت ھذا الرجل لعل اللہ یشفیہ علی یدی (صحیح مسلم)

ترجمہ: اگر میرا ان پر گزر ہوا تو ممکن ہے اللہ میرے ہاتھوں ان کو شفا دے دے۔
یعنی مشرکین عرب بھی شفا کی امید اللہ تعالیٰ ہی سے رکھتے تھے۔ کلمہ گو مشرک کیا کہتا ہے ملاحظہ فرمایئے:

شفا پاتے ہیں صدہا جاں بلب امراض مہلک سے — عجب دارالشفا ہے آستانہ غوث اعظم کا

خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ بالکل نہیں چھوڑ بیٹھے تھے اور صرف بتوں کو ہی اپنا سب کچھ نہیں سمجھ بیٹھے تھے۔ اس کے برخلاف آج شرک میں الجھے ہوئے کلمہ گو ہر چیز کی امید غیراللہ ہی سے لگائے بیٹھے ہیں۔

شفاعت کس کو کہتے ہیں؟

مشرکین عرب اپنے معبودوں کو اللہ کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے:

ھؤلاء شفعاؤنا عنداللہ (یونس: 18)

ترجمہ: یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔
شفاعت کا مطلب ہے کسی دوسرے کو نفع پہنچانے یا اس سے نقصان کو دور کرنے کے لیے سفارش کرنا۔ دنیاوی اعتبار سے دیکھا جائے تو جس کی سفارش قبول کی جاتی ہے وہ یا تو وجاہت کے سبب ہوتی ہے یا چاہت کے سبب۔
وجاہت کا مطلب یہ ہے کہ سفارش کرنے والا اتنا بااختیار ہے کہ حاکم وقت اس کو ناراض کرنے کا خطرہ نہیں مول سکتا۔
چاہت کا مطلب یہ ہے کہ سفارش کرنے والی کی حیثیت ایسی ہے کہ خود حاکم وقت کو اس سے تعلق رکھنے کی ضرورت ہے لہٰذا وہ اس کی سفارش کو مان لیتا ہے۔یا پھر کبھی سفارش کرنے والے کے کسی احسان کا بدلہ چکانا مطلوب ہوتا ہے اس لیے اس کی سفارش قبول کرلی جاتی ہے۔
اللہ تعالیٰ ان تینوں باتوں سے بالاتر ہے۔ وہ نہ کسی چیز کی امید کرتا ہے، نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ کسی کا محتاج ہے۔ سورۃ سبا آیات 23 اور 24 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ

کہہ دو کہ جن کو تم اللہ کے سوا (معبود) خیال کرتے ہو ان کو بلاؤ۔

لا یملکون مثقال ذرۃ فی السماوات ولا فی الارض

وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں

وما لھم فیھما من شرك

اور نہ ان میں ان کی (اللہ کے ساتھ) شرکت ہے

وما لہ منھم من ظھیر ()

اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے

ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ حتیٰ اذا فزع عن قلوبھم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر ()

اور اللہ کے ہاں (کسی کے لئے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لئے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے۔ یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے اضطراب دور کردیا جائے گا تو کہیں گے تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے۔ (فرشتے) کہیں گے کہ حق (فرمایا ہے) اور وہ عالی رتبہ اور گرامی قدر ہے

البتہ یہ ضرور ہے کہ روز محشر اللہ اپنے بعض بندوں کوگناہ گاروں کی شفاعت کی اجازت دیں گے۔ یہ شفاعت اللہ کا اپنے بندوں پر کرم ہے، اپنے نیک بندوں کا اکرام ہے۔